بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم پنجشنبہ

قیمت سالانہ ۱۸ روپے

ماہوار ۱½ روپیہ

جلد ۳۵	۱۹ ماہ احسان ۱۳۲۶ ہش	۲۸ رجب ۱۳۶۶ھ	۱۹ جون ۱۹۴۷ء	نمبر ۱۴۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے چھ بجے شام کی اطلاع منظر ہے کہ حضور کے کان میں سخت تکلیف ہے، شنوائی میں بھی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت تاحال خراب ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو نسبتاً افاقہ ہے۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے۔

جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کے ورزشی مقابلے شروع ہیں۔

أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

سکھ قوم کے نام — دردمندانہ اپیل

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل مضمون ٹریکٹ کی صورت میں صیغہ نشر و اشاعت نے شائع کیا ہے۔ اس مضمون کی اہمیت کے مدنظر افادۂ عام کے لئے الفضل میں شائع کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

پنجاب کے بٹوارے کا برطانوی فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب خود اہل پنجاب نے اس کے متعلق اپنی آخری منظوری دینی ہے۔ یا اس سے انکار کرنا ہے۔ پیشتر اسکے کہ اس کے متعلق کوئی قدم اٹھایا جائے۔ مناسب ہے کہ ہم اس کے متعلق پوری طرح سوچ لیں۔ ایک دفعہ نہیں دس دفعہ۔ کیونکہ تقسیم کا معاملہ معمولی نہیں۔ بہت اہم ہے۔ اس وقت تک جو

تقسیم کا اعلان

ہوا ہے۔ اس کا حسب ذیل نتیجہ نکلا ہے:۔

ہندو (انگریزی علاقہ کے) ۲۱ کروڑ میں سے ساڑھے انیس کروڑ ایک مرکز میں جمع ہو گئے ہیں۔ اور صرف ڈیڑھ کروڑ مشرقی اور مغربی اسلامی علاقوں میں گئے ہیں۔ گویا اپنی قوم سے جدا ہونے والے ہندوؤں کی تعداد صرف سات فی صدی ہے۔ باقی ترانوے فیصدی ہندو ایک جھنڈے تلے جمع ہو گئے ہیں۔ مسلمان (انگریزی علاقہ کے) آٹھ کروڑ میں سے پانچ کروڑ دو اسلامی مرکزوں میں جمع ہو گئے ہیں۔ اور تین کروڑ ہندو اکثریت کے علاقوں میں چلے گئے ہیں۔ گویا اپنی قوم سے جدا ہونے والے مسلمان سینتیس ۳۷ فی صدی ہیں۔ سکھ (انگریزی علاقہ میں رہنے والے) ۲۱ لاکھ مشرقی پنجاب میں چلے گئے ہیں۔ اور سترہ لاکھ مغربی پنجاب میں رہ گئے ہیں۔ گویا ۴۵ فی صدی سکھ مغربی پنجاب میں چلے گئے ہیں۔ اور ۵۵ فیصدی مشرقی پنجاب میں۔ اور تینوں قوموں کی موجودہ حالت یہ ہو گئی ہے۔ ہندو ترانوے فی صدی اپنے مرکز میں جمع ہو گئے ہیں۔ مسلمان چونسٹھ فی صدی اپنے دو مرکزوں میں جمع ہو گئے ہیں۔ سکھ پچپن فی صدی اور پنتالیس فیصدی ایسے دو مرکزوں میں جمع ہو گئے ہیں۔ جہاں انہیں اکثریت کا حاصل ہونا تو الگ رہا۔ پچیس فیصدی تعداد بھی انہیں حاصل نہیں۔ کیا اس صورت حالات پر سکھ خوش ہو سکتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ اس بٹوارہ سے

ہندوؤں کو بے انتہا فائدہ

پہنچا ہے۔ مسلمانوں کو اخلاقی طور پر فتح حاصل ہے۔ لیکن مادی طور پر نقصان۔ سکھوں کو مادی طور پر بھی اور اخلاقی طور پر بھی نقصان پہنچا ہے۔ گویا سب سے زیادہ گھاٹا سکھوں کو ہوا ہے۔ اور اس سے کم مسلمانوں کو۔ ہندوؤں کو کسی قسم کا بھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ صرف اس غنیمت میں کمی آئی ہے۔ جو وہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

لیکن ابھی وقت ہے کہ ہم اس صورت حالات میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ۲۳ تاریخ کے بعد پھر یہ سوال آسانی سے حل نہ ہو سکے گا۔ سکھ صاحبان جانتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کو کوئی

سیاسی اور مادی فائدہ

اس یا اُس سکیم سے حاصل نہیں ہوتا۔ احمدی جماعت کو ہر طرف سے خطرات نظر آ رہے ہیں۔ ایک پہلو سے ایک خطرہ ہے۔ تو دوسرے پہلو سے دوسرا۔ ایس میں

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ عام سیاسی نظریہ اور سکھوں کی خیر خواہی کے لئے کہہ رہا ہوں۔ میں جس علاقہ میں رہتا ہوں۔ گو اس میں

مسلمانوں کی اکثریت

ہے۔ لیکن سکھ اس علاقے میں کافی ہیں۔ اور ہمارے ہمسائے ہیں۔ اور ان کی نسبت آبادی کوئی ۳۳ فی صدی تک ہے۔ اس لئے سکھوں سے ہمارے تعلقات بہت ہیں۔ بعض سکھ رؤسا سے ہمارا خاندانی طور پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ سے بھائی چارہ اب تک چلا آتا ہے۔ اس لئے میری رائے محض خیر خواہی کی بناء پر ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا۔ کہ سکھ صاحبان اس طرح کٹ کر رہ جائیں۔

اگر تو کوئی خاص فائدہ سکھوں کو پہنچتا تو میں اس تجویز کو معقول سمجھتا۔ مگر اب تو صرف اس قدر فرق پڑا ہے۔ کہ سارے پنجاب میں مسلمان تعداد میں اول تھے۔ ہندو دوم اور سکھ سوم۔ اور اب مشرقی پنجاب میں ہندو اول۔ مسلمان دوم اور سکھ سوم ہیں۔ سکھ اگر اس بٹوارے سے دوم ہو جاتے تو کچھ معقول بات بھی تھی۔ مگر صرف مسلمان اول سے دوم ہو گئے ہیں۔ اور ہندو دوم سے اول

سکھوں کو کوئی فائدہ نہیں

پہنچا۔ پرانے پنجاب میں مسلمانوں نے اپنے حق سے ساڑھے پانچ فی صدی سکھوں کو دے دیا تھا۔ اب تک ہندوؤں کی طرف سے کوئی اعلان نہیں ہؤا۔ کہ وہ کتنا حصہ اپنے حصہ میں سے سکھوں کو دینے کو تیار ہیں۔ پرانے پنجاب میں چودہ فی صدی سکھوں کو اکیس فی صدی حصہ ملا ہؤا تھا۔ اب اٹھارہ فی صدی سکھ مشرقی پنجاب میں ہو گئے ہیں۔ اگر ہندو جو تعداد میں اول نمبر پر ہیں۔ مسلمانوں کی طرح اپنے حق سے سکھوں کو دیں۔ تو سکھوں کو نئے صوبہ میں چھبیس فی صدی حق ملنا چاہیئے۔ گو سکھ پرانے انتظام پر خوش نہ تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے صوبہ تقسیم کروایا ہے۔ اس لئے انہیں ہندوؤں سے تیس فی صدی ملے۔ تو وہ تب دنیا کو کہہ سکتے ہیں۔ کہ دیکھو پرانے پنجاب سے ہم زیادہ فائدہ میں رہے ہیں۔ مسلمانوں نے ہمیں

ڈیوڑھا حق

دیا تھا۔ اب ہندوؤں نے اپنے حق سے کاٹ کر ہمیں پونے دوگنا دے دیا ہے۔ اس لئے ہمارا بٹوارہ پر زور دینا درست تھا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو اور ہندوؤں نے اپنے حصہ سے اس نسبت سے بھی سکھوں کو نہ دیا۔ جس نسبت سے پرانے پنجاب میں مسلمانوں نے سکھوں کو دیا تھا۔ تو سکھ قوم لازماً گھاٹے میں رہے گی۔ نئے صوبہ میں اٹھارہ فی صدی سکھ ہوں گے۔ تیس فی صدی مسلمان اور پچاس فی صدی ہندو۔ اگر ہندو اسی نسبت سے اپنا حق سکھوں کو دیں۔ جس طرح مسلمانوں نے پنجاب میں دیا تھا۔ تو سکھوں کو چھبیس فی صدی حق مل جائیگا۔ اور نمائندگی کی یہ شکل ہوگی کہ تیس فی صدی مسلمان۔ چھبیس فی صدی سکھ اور بیالیس فیصدی ہندو۔ لیکن اول تو ایسا کوئی وعدہ ہندوؤں نے سکھوں سے ابھی تک نہیں کیا وہ غالباً یہ کوشش کرینگے کہ مسلمانوں کے حق سے سکھوں کو دینا چاہیں۔ لیکن سکھوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے فتنہ کا دروازہ کھلے گا۔ جب مسلمان زیادہ تھے انہوں نے اپنے حصہ سے سکھوں کو دیا۔ اب ہندو زیادہ ہیں اب انہیں اپنے حصہ سے سکھوں کو دینا چاہیئے۔ ورنہ تعلقات ناخوشگوار ہو جائیں گے۔

فرض کرو کہ ہندو سکھوں کو اپنی نیابت کے حق سے دے بھی دیں۔ جتنا انہیں مسلمانوں نے اپنے حق سے دیا ہؤا تھا۔ تو پھر بھی سکھ صاحبان کو

ان امور پہ غور

کرنا چاہیئے۔

(۱) تمام سکھ امراء منٹگمری۔ لائل پور اور لاہور میں بستے ہیں۔ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لائل پور منٹگمری اور لاہور کے سکھ زمیندارہ کو ملا کر فی سکھ آٹھ ایکڑ کی ملکیت بنتی ہے۔ لیکن لدھیانہ۔ ہوشیارپور۔ فیروز پور۔ امرت سر کی سکھ ملکیت کے لحاظ سے ایک ایکڑ فی سکھ ملکیت ہوتی ہے۔ کیونکہ لدھیانہ اور جالندھر میں سکھوں کی ملکیت بہت کم ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ زیادہ تر مزدوری پیشہ اور فوجی ملازم ہیں۔ یا ملک سے باہر جا کر غیر ممالک میں کمائی کرتے ہیں۔

اس وجہ سے اگر یہ تقسیم قائم رہی۔ تو اس کا ایک نتیجہ یہ نکلیگا کہ مالدار سکھ مغربی پنجاب سے جاملیں گے۔ اور اگر مسلمانوں کا رویہ ان سے اچھا رہا۔ اور خدا کرے اچھا رہے۔ تو ان کی ہمدردی مشرقی سکھ سے بالکل جاتی رہے گی۔ اور کوئی

مالی امداد

وہ اسے نہ دیں گے۔ اور مشرقی علاقہ کا سکھ جو پہلے ہی بہت غریب ہے۔ اپنی تعلیمی اور تہذیبی انجمنوں کو چلا نہ سکے گا۔ دوسرے اسے یہ نقصان ہوگا۔ کہ سکھ قوم مشرقی حصہ میں اقتصادی طور پر اپنا سر اونچا نہ رکھ سکے گی۔ تیسرے اس سے یہ نقص پیدا ہوگا کہ ہوشیارپور فیروزپور۔ جالندھر اور لدھیانہ کے سکھ پہلے سے بھی زیادہ غیر ملکوں کی طرف جانے کے لئے مجبور ہوں گے۔ اور مشرقی پنجاب کے سکھوں کی آبادی روز بروز گرتی چلی جائے گی۔ اور شاید چند سال میں ہی مشرقی پنجاب میں بھی سکھ چودہ فی صدی پر ہی آجائیں۔ پانچویں اس امر کا بھی خطرہ ہے کہ اس بٹوارے کی وجہ سے مغربی پنجاب کی حکومت یہ فیصلہ کرے کہ وہ زمین جو مشرقی پنجاب کے لوگوں کو مغربی پنجاب میں

جنگی خدمات

کی وجہ سے دی گئی ہے وہ اس بناء پر منبط کرلی جائے۔ کہ اب ان خدمات کا صلہ دینا ہندو مرکز کے ذمہ ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ جب وہ لوگ الگ ہو گئے ہیں۔ تو اس خدمت کا صلہ جو درحقیقت مرکزی خدمت تھی۔ وہ صوبہ دے۔ جس کا وہ شخص سیاسی باشندہ بھی نہیں ہے زمیندارہ نقصان کے علاوہ کہ سکھوں کی دو تہائی جائیداد مغربی پنجاب میں رہ جائیگی۔ ایک اور بہت بڑا خطرہ بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ جو سکھ تجارت کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر حصہ کی تجارت مغربی پنجاب سے وابستہ ہے۔ سوائے سردار بلدیو سنگھ صاحب کے کہ جن کی تجارت ہندو علاقہ سے وابستہ ہے۔ باقی سب

سکھ تجارت

مسلمان علاقہ سے وابستہ ہے۔ سکھوں کی تجارت جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں۔ پنجاب میں راولپنڈی۔ کوئٹہ۔ جہلم اور بلوچستان سے وابستہ ہے۔ اور تجارت کی ترقی کے لئے آبادی کی مدد بھی ضروری ہوتی ہے۔ جب سکھوں کی دلچسپی مغربی پنجاب اور اسلامی علاقوں سے کم ہوگی۔ تو لازماً اس تجارت کو بھی نقصان پہنچے گا سوائے سردار بلدیو سنگھ صاحب کے جنکی تجارت ہمارے سے وابستہ ہے۔

کیا آپ نے قرآن کریم پڑھنے کیلئے اپنا نمائندہ یا نمائندگان بھیج دیئے

تعلیم القرآن کلاس

۲۰ رجولائی ۴۷ء سے ۱۸ راگست ۴۷ء تک منعقد ہو رہی ہے

پیشتر ازیں اخبار الفضل کے ایک پرچے میں بالوضاحت یہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ امسال انشاء اللہ العزیز قرآن کریم باترجمہ اور باتفسیر پڑھانے کا انتظام رمضان المبارک کے مہینہ میں مورخہ ۲۰ جولائی ۴۷ء سے ۱۸ اگست تک کیا جائیگا۔ لہٰذا

تمام جماعت ہائے احمدیہ اور تمام مجالس خدام الاحمدیہ فوری طور پر

اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے نظارت تعلیم و تربیت کو اسکی اطلاع دیں۔ ایک مہینہ تک یہ کلاس جاری رہے گی۔ اور اس عرصے میں علاوہ روزانہ درس کے سلسلہ کے دیگر علماء کی تقاریر سے بھی فائدہ اٹھانے کا موقع حاصل ہوگا۔ قیام و طعام کا انتظام انشاء اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سپرد ہوگا۔

(عبدالسلام اختر سیکرٹری تعلیم القرآن کمیٹی)

اور کونسا بڑا سکھ تاجر ہے جو

مشرقی پنجاب یا ہندوستان

میں وسیع تجارت رکھتا ہو۔ ساری کشمیر کی تجارت جو راولپنڈی کے راستہ سے ہوتی ہے یا جہلم کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ سکھوں کے پاس ہے ایران سے آنے والا مال اکثر سکھوں کے ہاتھ سے ہندوستان کی طرف آتا ہے۔ اور اس تجارت کی قیمت کروڑوں تک پہونچتی ہے۔ اگر یہ تاجر موجودہ افراتفری میں اپنی تجارتوں کو بند کریں گے۔ تو نئی جگہ کا پیدا کرنا ان کے لئے آسان نہ ہوگا۔ اور اگر وہ اپنی جگہ پر رہیں گے۔ تو اسلامی حصہ ملک میں ان کی آبادی کے کم ہو جانے کی وجہ سے وہ اس سیاسی اثر سے محروم ہو جائیں گے۔ جو اب ان کی تائید میں ہے۔ اور پھر اگر انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ وہ اپنے پہلے علاقہ میں ہی رہیں تو آہستہ آہستہ ان کی ہمدردی اپنے مشرقی بھائیوں سے کم ہو جائے گی۔ اور

سکھ انجمنیں

ان کی امداد سے محروم رہ جائیں گی۔

یہ امر بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کہ مشرقی صوبہ کا دارالحکومت لازماً دہلی کے پاس بنایا جائے گا۔ اور اس طرح امرتسر اپنی موجودہ حیثیت کو کھو بیٹھے گا۔ اس وقت تو لاہور کے قرب کی وجہ سے جہاں کافی سکھ آباد ہے امرتسر تجارتی طور پر ترقی کر رہا ہے۔ لیکن اگر دارالحکومت مثلاً انبالہ چلا گیا۔ تو انبالہ بوجہ امرت سر سے دور ہونے کے قدرتی طور پر اپنی تجارتی ضرورتوں کے لئے امرتسر کی جگہ دہلی کی طرف دیکھے گا۔ اور لاہور حکومت کے اختلاف کی وجہ سے امرتسر سے پہلے ہی جدا ہو چکا ہوگا۔ پھر امرت سر کی تجارت کا ½ حصہ اس مال کی وجہ سے ہے۔ جو افغانستان بخارا اور کشمیر سے آتا ہے یہ مال بھی اپنے لئے نئے راستے تلاش کرے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ امرت سر کی تجارتی حیثیت بہت گر جائے گی۔ اور یہ شاندار شہر جلد ہی ایک

تیسرے درجہ کا شہر

بن جائے گا۔ اگر مغربی پنجاب نے مشرقی پنجاب کی ڈگریوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تو وہ اٹھارہ لاکھ سکھ جو مغربی پنجاب میں بستے ہیں۔ ایک بڑا کالج مغربی پنجاب میں بنانے پر مجبور ہونگے اور چونکہ بڑے زمیندار اور بڑے تاجر سکھ مغربی پنجاب میں ہیں۔ ان کے لئے ایک بہت بڑا کالج بنانا مشکل نہ ہوگا۔ اسی طرح خالصہ کالج امرتسر بھی اپنی شان کھو بیٹھے گا۔ اور سکھوں کے اندر دو متوازی سکول اقتصادی اور سیاسی اور تمدنی فلسفوں کے پیدا ہو جائینگے بے شک ساری قوموں کو ہی اس

بٹوارہ سے نقصان

ہوگا۔ لیکن چونکہ ہندوؤں کی اکثریت ایک جگہ اور مسلمانوں کی اکثریت ایک جگہ جمع ہو جائے گی۔ انہیں یہ نقصان نہ پہنچے گا۔ یہ نقصان صرف سکھوں کو پہنچیگا جو قریباً برابر تعداد میں دونوں علاقوں میں بٹ جائیں گے۔ اور دونوں میں سے کوئی حصہ اپنی بڑائی کو دوسرے حصہ پر قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ

آبادی کے تبادلہ سے

یہ مشکل حل کی جاسکے گی۔ لیکن یہ درست نہیں۔ لائل پور۔ لاہور۔ منٹگمری، شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور سرگودھا کے سکھ اپنی نہری زمینوں کو چھوڑ کر بارانی زمینوں کو لینے کے لئے کب تیار ہونگے۔ اور اگر وہ اس پر راضی ہو گئے۔ تو مالی لحاظ سے یہ ان ... بڑا اقتصادی دھکا ہوگا۔ جس کی وجہ سے قومی انحطاط شروع ہو جائے گا۔ پس بیشتر اسکے کہ سکھ صاحبان پنجاب کے بٹوارے کے متعلق کوئی فیصلہ کریں۔ انہیں ان سب امور پر غور کر لینا چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ پھر یہ اس مشکل کا حل نہ نکل سکے۔ اور پچھتانا پڑے

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر مشکلات پیدا ہوئیں۔ اور ان کا کوئی علاج نہ نکلا تو اس وقت پھر سکھ صاحبان مغربی پنجاب میں آسکتے ہیں لیکن یہ خیال درست نہیں۔ اس لئے کہ اگر اب سکھ صاحبان پنجاب کے

بٹوارے کے خلاف

رائے دیں۔ تو ان کے ووٹ مسلمانوں کے ووٹوں سے مل کر بٹوارے کو روک سکتے ہیں۔ لیکن اگر بعد میں انہوں نے ایسا فیصلہ کیا۔ تو یہ صاف بات ہے۔ کہ انبالہ ڈویژن انکے ساتھ شامل نہ ہوگا۔ اور اگر مغربی پنجاب سے ملا تو صرف جالندھر ڈویژن ملے گا۔ اور اس وقت پنجاب کی یہ حالت ہوگی۔ کہ اس میں پندرہ فیصدی سکھ ہوں گے۔ اور پندرہ فی صدی ہندو اور ستّر فی صدی مسلمان۔ حالانکہ متحدہ پنجاب کی صورت میں بیالیس فی صدی ہندو اور سکھ ہوں گے۔ اور چھپن فیصدی مسلمان اور دو فی صدی دوسرے لوگ۔ ظاہر ہے کہ چوتالیس فی صدی لوگ حکومت میں جو

آواز اور اثر

رکھتے ہیں۔ وہ تیس فی صدی لوگ کسی صورت میں نہیں رکھ سکتے۔ پس بعد کی تبدیلی کسی صورت میں سکھوں کو وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ جو اس وقت کی تبدیلی پہنچا سکتی ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ پنجاب بانٹا گیا۔ تو پھر انبالہ ڈویژن کو واپس لانا سکھوں کے اختیار سے باہر ہو جائے گا۔

سکھ صاحبان کو یہ امر بھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ ابھی سے ہندوؤں کی طرف سے یہ آواز اٹھائی جارہی ہے۔ کہ یوپی کے چند اضلاع ملا کر مشرقی

پنجاب کا ایک بڑا صوبہ

بنا دیا جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو اس نئے صوبہ میں ہندو ساٹھ فی صدی مسلمان تیس فی صدی اور سکھ صرف دس فی صدی رہ جائیں گے۔

بعض سکھ صاحبان یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ جالندھر ڈویژن کی ایک سکھ ریاست بنا دی جائے گی۔ بے شک اس صورت میں سکھوں کی آبادی کی نسبت اس علاقہ میں بڑھ جائے گی۔ مگر اس صورت میں بھی مختلف قوموں کی نسبت آبادی یوں ہوگی ۲۵،۶۰ سکھ ۳۴،۵۰ مسلمان اور قریباً چالیس فیصدی ہندو۔ اس صورت حالات میں بھی سکھوں کو زیادہ فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ پرانے پنجاب میں بھی تو سکھوں کو بائیس فی صدی نمائندگی ملی ہوئی تھی۔ پس اگر

جالندھر ڈویژن

کا الگ صوبہ بھی بنا دیا گیا۔ تو اس سے ہندوؤں اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہونچے گا۔ کیونکہ انبالہ ڈویژن کے الگ ہو جانے کی وجہ سے انبالہ صوبہ پر کلی طور پر ہندوؤں کا قبضہ ہو جائے گا۔ اور جالندھر ڈویژن میں بوجہ چالیس فی صدی رہ جانے کے سکھ ان سے اپنے لئے زیادہ نمائندگی کا مطالبہ نہیں کر سکیں گے۔ اور توازن بہت مضبوطی سے ہندوؤں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ اور وہ انبالہ کے صوبہ میں بغیر کسی سے سمجھوتہ کرنے کے حکومت کر سکیں گے۔ اور جالندھر میں کچھ سکھوں یا مسلمانوں کو ملا کر حکومت کر سکیں گے۔

ایک اور سخت نقصان سکھوں کو اس صورت میں یہ پہنچے گا۔ کہ جالندھر ڈویژن کے سکھوں میں

کمیونزم

بہت زیادہ زور پکڑ رہی ہے۔ فیروزپور، لدھیانہ اور ہوشیارپور اس کے گڑھ ہیں۔ اس علیحدگی کی وجہ سے ان لوگوں کی آواز بہت طاقت پکڑ جائے گی۔ اور اکالی پارٹی چند سالوں میں ہی اس خطرناک بلا کا مقابلہ ...

کرنے سے اپنے آپ کو بے بس پائے گی۔ خصوصاً جبکہ سیاسی چالوں کی وجہ سے بعض خود غرض پارٹیاں کمیونسٹوں کی مدد کرنے پر آمادہ ہو جائیں گی۔ جیسا کہ گذشتہ الیکشن پر سکھ صاحبان کو تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں نے

کافی روشنی

ان خطرات پر ڈالی دی ہے۔ جو سکھوں کو پیش آنے والے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ۲۳ رجون کو ہونے والی اسمبلی کی میٹنگ میں وہ ان امور کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرینگے۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ سب سے زیادہ اثر عوام سکھوں پر پڑنے والا ہے۔ وہ بھی اپنے لیڈروں پر زور دیں گے۔ کہ اس خودکشی کی پالیسی سے ان کو بچایا جائے۔

میں لکھ چکا ہوں کہ میں بوجہ ایک

چھوٹی سی جماعت کا امام

ہونے کے کوئی سیاسی غرض اس مشورہ میں نہیں رکھتا۔ اس لئے سکھ صاحبان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ میرا مشورہ بالکل مخلصانہ اور محض ان کی ہمدردی کی وجہ سے ہے۔ اگر سیاست میرے اختیار میں ہوتی۔ تو میں انہیں ایسے حقوق دے کر بھی جن سے ان کی تسلی ہو جاتی انہیں اس نقصان سے بچاتا۔ مگر سیاست کی طاقت میرے ہاتھ میں نہیں۔ اس لئے میں صرف نیک مشورہ ہی دے سکتا ہوں۔ ہاں مجھے امید ہے۔ کہ اگر سکھ صاحبان مسٹر جناح سے بات کریں۔ تو یقیناً انہیں سکھوں کا خیر خواہ پائیں گے۔ مگر انہیں بات کرتے وقت یہ ضرور مدنظر رکھ لینا چاہیئے۔ کہ ہندو صاحبان انہیں کیا کچھ دینے کو تیار ہیں۔ کیونکہ

خود کچھ نہ دینا

اور دوسروں سے لینے کے مشورے دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اس میں مشورہ دینے والے کا کچھ حرج نہیں ہوتا۔ پس اچھی طرح اونچ نیچ کو دیکھ کر وہ اگر مسلم لیگ کے لیڈروں سے ملیں۔ تو مجھے امید ہے کہ مسلم لیگ کے لیڈر انہیں ناامید نہیں کریں گے۔ اگر مجھ سے بھی اس بارہ میں

کوئی خدمت

ہو سکے۔ تو مجھے اس سے بے انتہا خوشی ہوگی۔

آخر میں میں سکھ صاحبان کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ سب کاموں کی کنجی خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ

گورو نانک دیو جی

اور دوسرے گوروؤں کے طریق کو دیکھیں۔ وہ ہر مشکل کے وقت اللہ تعالےٰ سے دعائیں کیا کرتے تھے۔ اس وقت ان کو بھی اپنی عقل پر سارا انحصار رکھنے کی بجائے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ تا اللہ تعالےٰ انہیں وہ راستہ دکھا دے۔ جس میں ان کی قوم کی بھی بھلائی ہو۔ اور دوسری قوموں کی بھی بھلائی ہو۔ یہ دن گذر جائیں گے یہ باتیں بھول جائیں گی۔ لیکن

محبت اور پریم

سے کئے ہوئے کام کبھی نہیں بھولیں گے۔ اگر بٹوارہ بھی ہونا ہے۔ تو وہ بھی اسی طرح ہونا چاہیئے۔ کہ ایک قوم کا گاؤں دوسری قوم کے گاؤں میں اس طرح نہ گھسا ہوا ہو کہ جس طرح دو کنگھیوں کے دندانے ملا دیئے جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا۔ تو سرحد میں چھاؤنیاں بن جائیں گی۔ اور سینکڑوں میل کے بسنے والے لوگ قیدیوں کی طرح ہو جائیں گے اور علاقے اجڑ جائیں گے۔ یہ میری نصیحت سکھوں ہی کو نہیں مسلمانوں کو بھی ہے۔ میرے نزدیک تحصیلوں کو

تقسیم کا یونٹ

تسلیم کر لینے سے اس فتنہ کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ اگر اس سے چھوٹا یونٹ بنایا گیا۔ تو جتنا جتنا چھوٹا وہ ہوتا جائیگا۔ اتنا اتنا نقصان زیادہ ہوگا۔ ایک عرب شاعر اپنی معشوقہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ ؎

فان کنتِ قد ازمعت صرماً فاجملی

یعنی اے میری محبوبہ! اگر تو نے جدا ہونے کا فیصلہ ہی کر لیا ہے تو کسی پسندیدہ طریق سے جدا ہو۔ میں بھی ہندو مسلمان۔ سکھ سے کہتا ہوں۔ کہ اگر جدا ہونا ہی ہے۔ تو اس طرح جدا ہو۔ کہ سرحدوں کے لاکھوں غریب باشندے ایک لمبی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

شاید کسی کے دل میں یہ خیال گزرے۔ کہ میں نے ہندوؤں کو کیوں مخاطب نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جہاں تک ہمدردی کا سوال ہے

ہندو بھی ہمارے بھائی ہیں

اور میں ان کا کم ہمدرد نہیں۔ مگر ہندو چونکہ اپنے مرکز کی طرف گئے ہیں۔ ان کا فوری نقصان تو ہوگا۔ مگر بوجہ اس کے کہ وہ اکثر تاجر پیشہ ہیں۔ وہ جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں گے۔ اس لئے انہیں یہ کہنا کہ اس تقسیم سے آپ کا دائمی نقصان ہوگا جھوٹ بن جاتا ہے۔ اس لئے میں نے انہیں مخاطب نہیں کیا۔ ورنہ ان سے مجھے کم ہمدردی نہیں

آخر میں میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے رب! میرے اہلِ ملک کو سمجھ دے اور اول تو یہ ملک بٹے نہیں اور اگر بٹے تو اس طرح بٹے کہ پھر مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔ اللّٰھُمَّ آمین۔

خاکسار:- مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان

(۱۷ رجون ۱۹۴۷ء)

وقف جائیداد و آمد کے وعدوں کی میعاد

۳۰ رجون تک بڑھا دی گئی ہے

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حفاظت مرکز کے چندوں (وقف جائیداد۔ وقف آمد) کے وعدے کرنے اور فہرستیں ارسال کرنے کی میعاد ۳۰ رجون ۱۹۴۷ء تک بڑھا دی ہے۔ جن جماعتوں نے ابھی تک مکمل فہرستیں نہیں بھیجیں وہ فوری طور پر اس طرف توجہ کریں۔ اور جلد سے جلد فہرستیں ارسال کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی شدید علالت

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی طبیعت رات سے نسبتاً بہت زیادہ ہے۔ گھبراہٹ بیحد ہے۔ کھایا کچھ نہیں جاتا۔ نہایت نحیف اور کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب کرام دردِ دل سے صحت کے لئے دعا فرمائیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ
کی

مجلس علم و عرفان

الیس اللہ بکاف عبدہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دو امتیازی خصوصیات

مرتبہ چوہدری منیر احمد صاحب دنیس

قادیان ۱۷ ماہ احسان سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے آج بعد نماز مغرب تا عشاء مجلس میں رونق افروز ہونے کے بعد اپنے دو تازہ رؤیا بیان فرمائے۔ اس کے بعد ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے

آیت الیس اللہ بکاف عبدہ ہمارے سلسلہ میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یوں تو یہ ایک آیت ہے۔ اور اس کے مخاطب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی الہاماً نازل ہوئی ہے اور وہ بھی اس کے مخاطب ہیں۔ عبد کے ساتھ ہ کی اضافت استعمال کی گئی ہے۔ جو عمومیت پر دال ہے اور اس طرح ہر عبد ہی اس آیت کا مخاطب ہے اور ایسے اللہ تعالےٰ نے علی قدر مراتب ہر ایک کی خبرگیری اور ضروریات پورا کرنیکا وعدہ کیا ہے چونکہ یہ آیت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ اس لئے اس کے پہلے مخاطب آپؐ ہی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپؐ کی ساری زندگی اس آیت کی آئینہ دار ہے۔ اس آیت میں دو متوازی پیشگوئیاں ہیں۔ اول یہ کہ متواتر خطرات پیش آتے رہیں گے۔ اور دوسرے اللہ تعالےٰ متواتر ان خطرات سے آپ کو محفوظ رکھتا چلا جائے گا۔ چنانچہ ہم جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں آپؐ کی ساری کی ساری زندگی خطرات سے پر نظر آتی ہے مگر ہر خطرہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی کفایت اور حفاظت لگی ہوئی نظر آتی ہے۔

پہلا خطرہ جب آپ پیدا ہوئے۔ پیش آیا۔ کہ پرورش کون کرے؟ کیونکہ آپؐ کے والد وفات پا چکے تھے۔ اور آپؐ یتیم پیدا ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے دادا کے دل میں محبت ڈال دی۔ اور انہوں نے نہایت خوشی سے پرورش کا بارگراں اٹھا لیا۔ اور نہایت خوش اسلوبی سے اسے انجام دیا۔

دوسرے مرحلہ پر یہ سوال پیدا ہوا کہ جو کام آپؐ کے سپرد ہونا ہے وہ مضبوط اور صحت ور جسم چاہتا ہے۔ لیکن مکہ کی آب و ہوا ناخوشگوار تھی۔ اور یہ ضروری تھا کہ اس کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے بچوں کو باہر بھیج دیا جائے۔ امراء میں یہی دستور تھا۔ کہ وہ اپنے بچوں کو باہر بھیج دیا کرتے۔ چنانچہ آپؐ کی پیدائش کے موقعہ پر بھی ایک قافلہ مکہ سے بچوں کو لینے کے لئے آیا۔ ہر عورت حضرت عبدالمطلب کا بڑا نام سن کر آپ کے گھر میں آتی۔ لیکن یہ معلوم کر کے کہ بچہ تو یتیم ہے۔ مجھے انعام و اکرام کون دے گا۔ بہانہ بنا کر چلی جاتی۔ ادھر حلیمہ جو اسی قافلہ میں آئی تھی اور غریب بھی اس کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر گھر میں بچہ لینے کے لئے جاتی مگر اس کی غربت کی وجہ سے لوگ بھی بہانہ بنا دیتے۔ خالی ہاتھ واپس جاتے ہوئے اسے شرم محسوس ہوئی اس نے مجبوراً اسی یتیم کو ہی اٹھا لیا۔ گویا وہ بچہ جسے سب عورتوں نے رد کر دیا تھا۔ حلیمہؓ کے حصہ میں آیا۔ اور وہ عورت جسے سارے شہر نے رد کر دیا تھا۔ اس کی پرورش پر مجبور ہو گئی۔ جب حلیمہ بچہ لے کر روانہ ہونے لگی تو والدہ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ ایک غریب عورت میرے بچہ کو لے چلی ہے۔ کہیں فاقوں کا شکار ہوتا رہے۔ ادھر حلیمہ کے دل میں بھی اس قسم کے وسواس پیدا ہو رہے تھے۔ کہ یتیم بچہ میں لے چلی ہوں۔ مجھے بدلہ کون دے گا؟ لیکن حلیمہ کا بیان ہے کہ جب بچہ ہمارے گھر پہنچا تو ہماری وہ بکریاں جن کے دودھ خشک ہو چکے تھے ان کے تھن دودھ سے بھر گئے اور وہ بکثرت دودھ دینے لگیں۔

یعنی جب بچے کی پرورش کا وقت آیا تو اسے سب نے رد کر دیا۔ ماں نے بھی کبیدہ خاطر ہو کر بچے کو ایک غریب کے حوالہ کر دیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت پکار رہی تھی۔ الیس اللہ بکاف عبدہ کیا ہم اس کی پرورش کے لئے کافی نہیں ہیں۔

پھر تیسرا خطرہ اس وقت پیش آیا جب دادا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ گو دادا نے وفات کے وقت اپنے لڑکے ابوطالب کی کفالت میں اسے دیدیا۔ اور وصیت کی کہ تم اسے میری امانت سمجھنا۔ اور جان سے بھی عزیز رکھنا۔ لیکن اس بات کا کون ضامن تھا؟ کہ ابوطالب اس وصیت پر عمل بھی کرے گا یا نہیں ممکن تھا وہ بدل جاتا۔ جیسا کہ ہزاروں شالیں دیکھنے میں آتی ہیں کہ پروردہ لڑکوں سے وہ برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ جو اپنے لڑکوں سے کیا جاتا ہے۔ بلکہ امر واقع تو یہ ہے کہ اکثر ان میں سے نہایت ذلیل و خوار ہونے اور دربدر دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ مگر ابوطالب اس کی پرورش سے انکار کس طرح کر سکتا تھا۔ عرش سے اللہ تعالےٰ یہ کہہ رہا تھا الیس اللہ بکاف عبدہ

چنانچہ بعد کے واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ ابوطالب نے کمال شفقت اور محبت سے بچہ کی پرورش کی۔ اور اپنے بیٹوں سے بھی بڑھ کر کی۔

جب آپؐ جوان ہوئے اور برسر روزگار ہونے کی ضرورت پیش آئی۔ تو اس وقت یہ سوال پیدا ہوا کہ آپؐ بے سر و سامان ہیں۔ کوئی فن بھی نہیں آتا۔ گذارہ کی کیا صورت بنے گی۔ اتفاقاً ایک تجارتی قافلہ شام کی طرف جا رہا تھا۔ ایک متمول عورت نے آپ کو [illegible] اپنا مال ان کے سپرد کر کے قافلہ کے ساتھ کر دیا۔ گویا اللہ تعالےٰ نے اس ابتلاء سے یعنی روزگار کی کشمکش سے بھی آپؐ کو نجات دی۔ آپ خود روزگار تلاش کرنے کے لئے نہیں گئے۔ کسی کی سرمنت نہیں کی۔ بلکہ خود اس عورت نے بلا کر اپنا مال آپؐ کے سپرد کر دیا۔

اگلا سخت مرحلہ شادی کا تھا۔ آپؐ جوان ہو چکے تھے۔ مگر ناداری بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ اور یہ صحیح ہے کہ غرباء کو رشتہ تلاش کرنے میں سخت دقت پیش آتی ہے مگر اللہ تعالےٰ نے آپؐ کے دل میں احساس بھی پیدا نہیں ہونے دیا۔ اور ایسے سامان پیدا ہو گئے۔ کہ وہی متمول عورت جس کا مال لیکر آپؐ شام کو گئے تھے اور جو ابھی جوان ہی تھی آپؐ کی امانت اور شرافت کو دیکھ کر شادی پر آمادہ ہو گئی۔ چنانچہ اس کی سہیلی آپ کے پاس پیغام لے کر آئی۔ اور آپ نے اسے چچا کے پاس بھیج دیا۔ اور چچا نے نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے نہایت مخالف حالات میں اپنا وعدہ الیس اللہ بکاف عبدہ کو پورا کیا۔ کجا یہ کہ رشتہ کے لئے لوگ مارے مارے پھرتے ہیں اور کجا یہ کہ رشتہ دینے والے آپؐ کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں۔

پھر آپ جوان ہو چکے تھے شادی بھی ہو چکی تھی۔ مگر اب ایک اور بہت بڑا ابتلا درپیش تھا۔ کہ خود تو نادار تھے مگر بیوی متمول۔ ایک خوددار انسان کے لئے بیوی کا مال کھانا کبھی بھی خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ کی خودداری اس امر کی روادار نہ تھی کہ بیوی کے مال کو استعمال کریں۔ لیکن اس ابتلاء کو بھی اللہ تعالےٰ نے دور کرنا تھا کر دیا۔ شادی کو ابھی دو تین دن بھی نہ گذرے تھے کہ خدیجہؓ نے آپؐ کی خودداری کو دیکھ کر اپنا سارا مال آپ کو دے دیا۔ تاکہ یہ آپ کو احساس ہی نہ ہو کہ یہ بیوی کا مال ہے۔

آپؐ نے خدیجہؓ سے پوچھا۔ کیا دل سے ایسا کرتی ہو؟ اس نے کہا ہاں دل سے کرتی ہوں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اچھا میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ انسانوں کو اپنا غلام بنائے رکھوں۔ چنانچہ آپ نے سب غلاموں کو آزاد کر دیا۔

اس موقع پر آپ کو ایک رفیق کی ضرورت تھی۔ جو آپ کا ہاتھ بٹاتا۔ مگر آپ سب غلاموں کو آزاد کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں لکھ چکا تھا۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ۔ ہر تکلیف سے میں آپ کو محفوظ رکھوں گا۔ اس نے ایک کے دل کو آپ کا غلام بنا دیا۔ اور زید بن حارث جنہیں آپ آزاد کر چکے تھے۔ آپ کی غلامی کا جوا اپنی گردن سے اتارنے کے لئے تیار نہ تھے۔ بوجب آپ کو ایک رفیق کار کی ضرورت پیش آئی۔ تو ایک دل کو آپ کے قبضہ میں دیدیا۔ (باقی)

اعلان

کل بروز جمعرات جامعہ احمدیہ میں ۸½ بجے "سیاست حاضرہ" کے عنوان پر صاحبزادہ میاں عبد المنان صاحب عمر ایم۔ اے لیکچرار جامعہ احمدیہ تقریر کریں گے۔ تقریر کے بعد استفسارات کی بھی اجازت ہو گی۔ مکرم جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے اس اجلاس کی صدارت فرماویں گے۔ احباب شرکت فرما کر مستفید ہوں (پرنسپل جامعہ)

درخواست دُعا

خاکسار کا چھوٹا بچہ عزیز عطاء الرحیم ایک ہفتہ سے بعارضہ بخار ٹائیفائڈ بیمار ہے احباب سے درخواست ہے۔ کہ عزیز کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں:۔

(ابو العطاء جالندھری)

نشانِ صداقت

تعلق باللہ کا ثبوت

از مکرم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

یکم ستمبر ۱۹۴۵ء کے الفضل میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ایک رویا چھپا ہے۔ جو سوویٹ روس کے آمر سٹالین کے متعلق ہے۔ اس کے بعض فقرات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ میں نے ۲۶ و ۲۷ اگست ۱۹۴۵ء کی درمیانی رات ایک عجیب رویا کمیونسٹ روس کے متعلق دیکھا ہے۔ جس میں روس کے بارے میں آئندہ انتشار کی ایک جھلک پائی جاتی ہے۔

۲۔ میں نے دیکھا میں ایک کمرے میں ہوں ایک عورت سفید رنگ کی اُدھیڑ عمر کی کھڑی ہے۔ اور مجھے کسی نے کہا۔ موسیو سٹالین ہیں × × میں انہیں کوئی تعجب محسوس نہیں کرتا۔ کہ موسیو سٹالین عورت کیونکر ہو گئے

۳۔ اس کے بعد یوں معلوم ہوا۔ کہ رات کا وقت ہے۔ اور ہم سونے لگے ہیں × × × خواب میں میں سو گیا ہوں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد مجھے کسی نے گھبرا کر جگایا۔ اور کہا موسیو سٹالین جسے سب روس کی ملکہ ہی خیال کرتے ہیں۔ اور اس وقت تک عورت ہی کی شکل ہے۔ خون کی قے آئی ہے۔ اور حالت خراب ہے۔ میں گھبرا کر آئی تو دیکھا کہ ملکہ یا سٹالین نڈھال ہو کر بے ہوشی کی حالت میں پڑی ہے۔

۴۔ × × × میں نے کہا۔ جو کچھ بھی ہو۔ میں اس کی حالت کی درستی یا موت تک یہاں ٹھہروں گا۔ اسی عرصے میں اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور نہایت نقاہت سے مجھے کہا کہ میرے لئے دودھ منگوا دیں میں نے اُسے کہا بہت اچھا اور ارادہ کرتا ہوں کسی کو دودھ منگوانے کے لئے بھجواؤں کہ آنکھ کھل گئی۔

اس رویا کے متعلق جیسے کا ایک ظاہر ہے اور کئی بواطن۔ جن پر واقعات اپنے اپنے وقت پر روشنی ڈالتے رہیں گے۔ میں نے جو اسے پیش کیا ہے۔ تو یہ دکھلانے کے لئے کہ اس میں سٹالین کے خطرناک بیمار ہو جانے کی خبر دی گئی ہے۔ جس سے وہ قریب المرگ ہو جائے گا۔ مگر آخر اسے ہوش آجائے گا۔ اور افاقہ ہو گا۔ جب یہ خواب الفضل میں شائع ہو چکا تو اس کے بعد مختلف ذرائع سے یہ خبریں شائع ہوتی رہیں۔ کہ سٹالین سخت بیمار ہے اسے کسی اور علاقے میں لے جایا گیا ہے۔ اس کی حالت نازک ہے۔ وہ بے ہوش پڑا ہے۔ وہ قریب مرگ ہے۔ بلکہ یہ خبر بھی شائع ہوئی۔ کہ سٹالین مر گیا۔ لیکن روس کے سرکاری حلقے سے ان خبروں کی تصدیق نہیں ہوئی۔ بلکہ بعض اخباروں نے لکھا کہ وہ سرحد پر سیاسی وجوہات سے مقیم ہے۔ اور اپنے مطالب کے لئے سرگرم۔ چنانچہ کئی سرگرمیوں کی اطلاع بھی دی گئی۔ آخر میں سٹالین کی بیماری کی تردید بھی بعض جہات سے ہوئی جس سے معاملہ کچھ مشتبہ سا کرنے کی سعی نادرا معلوم ہوتی تھی۔

لیکن اخبارات میں ایک بہت بڑے معالج کا بیان حال میں چھپا ہے۔ جس سے اصل حقیقت کا بڑی صفائی سے انکشاف ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو مشہور اخبار منشور دہلی کا یہ شذرہ:۔

"میڈرڈ ۳۰ مارچ ۱۹۴۶ء لنڈے ایکسپریس کے نامہ نگار نے پروفیسر اسٹر ہوا کر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے۔ کہ پچھلے سال ۳ اکتوبر ۱۹۴۵ء کی صبح کو ایم سٹالین قریب قریب مر گئے تھے۔ جب ان کی سرگرمیوں کی اقامت گاہ سوچی کریمیا میں ان کو دل کا دورہ پڑا تھا۔ پروفیسر اسٹر ہوا کر سویڈن کے ایک ماہر دل ہیں کہا جاتا ہے کہ ایم سٹالن اپنے مضبوط جسم کی وجہ سے بچ گئے۔ پروفیسر نے یہ انکشاف اپنے اسپینی ساتھیوں کو ایک سوال کے جواب میں لکھ کر کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ روس کی ایک فوری درخواست پر سوچی ہوائی جہاز سے گئے تھے۔" (گلوب)

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ جو خبر ایک منغبط جسم کے مشہور آمر کے متعلق خدا تعالیٰ عالم الغیب نے اپنے ایک بندے کو ایک سال پیشتر دی وہ کیونکر کن حالت میں کس صفائی سے پوری ہوئی لیکن رویا کا ایک "ظاہر" ہے ورنہ سٹالین کا عورت اور بچہ کی صورت میں دکھایا جانا اور پھر دودھ کی طلب اور اس کو منگوا دینے کا تہیہ جہاں بیماری سے صحت یاب ہونے کی خبر دے رہا ہے وہاں یہ بھی بتلا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس قدسیہ کی طفیل اور آپ کے موعود فرزند گرامی وارجمند مصلح موعود کی مساعی جمیلہ سے کمیونزم مقابلہ میں ہزیمت یاب ہو گا۔ اور یاجوج ماجوج ٹوبالسک کے سردار کو نیچا دیکھنا پڑے گا۔ اور آخر وہ اسلام و احمدیت کے شفاء للناس دودھ یعنی اس کی تعلیم سے بہرہ یاب ہو گا اور روس کا عصا بھی جری اللہ فی حلل الانبیاء کے دست حق پرست میں آکر اقوام عالم کی رہنمائی کا موجب ہو گا۔

انسپکٹر وصایا کی ضرورت ہے

نظارۃ بہشتی مقبرہ میں ایک انسپکٹر وصایا کی ضرورت ہے جو شخص بجٹ اور نئی وصایا کرنے میں محنت سے کام کرے جو دوست اس کام کے لئے اپنے آپ

ضروری خبریں

پاکستان کی اقلیتوں کو خائف نہیں ہونا چاہیئے

نئی دہلی ۱۸ جون - آج صبح آچاریہ کرپلانی صدر کانگرس دہلی سے بذریعہ طیارہ کلکتہ روانہ ہوگئے۔ آپ کے ہمراہ سوشلسٹ لیڈر ڈاکٹر منوہر لوہیا بھی کلکتہ جا رہے ہیں - روانگی سے قبل کانگرس پریذیڈنٹ نے ایک بیان میں کہا۔ مغربی پنجاب۔ مشرقی بنگال۔ سندھ اور سرحد میں رہنے والی اقلیتوں کو یہ خوف اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے کہ پاکستان گورنمنٹ میں ان کی جان و مال اور عزت خطرے میں ہوگی۔ آپ نے کہا مجھے امید ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں سے انصاف کا برتاؤ کیا جائے گا۔ اور پاکستان گورنمنٹ اقلیتوں کو تنگ کر کے اپنے آپ کو بدنام نہیں کرے گی - اگر پاکستان میں اقلیتوں سے مناسب سلوک نہ کیا گیا تو لازماً ہندوستان کی حکومت سے اس کے تعلقات اچھے نہیں رہیں گے اور یہ بات خود پاکستان کے مفاد کے لئے بھی مضر ہوگی۔

ہندو مسلم اور سکھ لیڈروں کی مشترکہ میٹنگ

لاہور ۱۷ جون پنجاب کی تقسیم کے سلسلے میں تفصیلات طے کرنے کے لئے جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان کی نگرانی کے لئے کانگرس مسلم لیگ اور اکالی پارٹی کے لیڈروں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ جو اس سلسلے میں نگرانی کرے گی۔ کل اور آج اس کمیٹی کے دو اجلاس ہوئے - ایک مسٹر بھیم سین سچر کی قیام گاہ پر۔ اور دوسرا خان افتخار حسین خاں آف ممدوٹ کی کوٹھی پر۔ سوموار کو ان لیڈروں نے گورنر پنجاب سے اکٹھے ملاقات کی تھی۔

ریاستیں مستقبل میں آزاد ہونگی

مسٹر جناح کا بیان

نئی دہلی ۱۷ جون - آج مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں کہا۔ ہندوستانی ریاستوں کے متعلق مسلم لیگ کی پوزیشن یہ ہے کہ اس کے نزدیک آئینی طور پر برطانوی گورنمنٹ کی سرداری ختم ہونے کے بعد تمام ریاستیں آزاد اور خود مختار ہو جائیں گی - انہیں اپنے مستقبل کے متعلق آپ فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ اگر وہ چاہیں تو ہندوستان یا پاکستان کی آئین ساز اسمبلیوں میں شریک ہو جائیں - اور اگر چاہیں تو اپنی آزادی کا اعلان کر دیں - آزادی کا اعلان کرنے کی صورت میں وہ ہندوستان یا پاکستان سے معاہدے کرنے کی مجاز ہوں گی - وزارتی سکیم میں ریاستوں کی اس حیثیت کو تسلیم کیا گیا تھا - یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ نے کبھی ان کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کی ضرورت نہیں سمجھی - مسٹر جناح نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا یہ صریحاً غلط ہے کہ ریاستوں کیلئے ہندوستان یا پاکستان میں شامل ہونا ضروری ہے۔ میری رائے میں برطانوی گورنمنٹ۔ برطانوی پارلیمنٹ یا دنیا کی کوئی اور طاقت ریاستوں کو ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات منوانے پر مجبور نہیں کر سکتی۔

مسٹر جناح نے ایک اور بیان میں بتایا کہ سرحد مسلم لیگ کی نگرانی کرنے اور استصواب رائے عامہ کے سلسلے میں انتظام کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل کمیٹی بنا دی گئی ہے (۱) مسٹر محمد اسماعیل چندریگر (۲) مسٹر غضنفر علی خاں (۳) پیر صاحب آف مانکی شریف (۴) سید واجد علی۔ مسٹر جناح خود بھی ۲۰ جون کو سرحد کے دورے پر روانہ ہو جائیں گے۔

صدر جمہوریہ امریکہ کی تقریر

واشنگٹن ۱۷ جون۔ مسٹر ٹرومین صدر جمہوریہ امریکہ نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا اگر امریکہ نے کمزوری دکھائی تو چھوٹے چھوٹے اور کمزور ممالک روس کا دباؤ برداشت نہیں کر سکیں گے اور وہ سمجھیں گے کہ ہم نے دنیا کی راہنمائی ترک کر دی ہے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو یہ ایک افسوسناک صورت ہوگی۔

اناج کی قلت کا خدشہ

نئی دہلی ۱۷ جون۔ مرکزی فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے ایک افسر نے بتایا۔ کہ ہندوستان قلت خوراک کے انتہائی خطرناک دور میں داخل ہونے والا ہے۔ یہ دور ماہ ستمبر تک جاری رہے گا۔ جبکہ شمالی ہند کی فصلیں منڈی میں آجائیں گی اور غیر ممالک سے بھی گندم کے جہاز آنے شروع ہو جائیں گے۔ آپ نے کہا مشکلات پر قابو پانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں امریکہ ترکی اور آسٹریلیا سے گندم حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

برطانیہ کی طرف سے احتجاج

لنڈن ۱۷ جون۔ حکومت برطانیہ نے ہنگری کے معاملہ میں روس کے وزیر خارجہ موسیو مولوٹوف کو ایک یادداشت بھیجی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اتحادی کنٹرول کمیشن کے آئین کے مطابق برطانیہ کو ہنگری کے اندرونی معاملات سے متعلقہ کاغذات دیکھنے کا پورا حق ہے۔

وائسرائے کی کشمیر کو روانگی

نئی دہلی آج صبح وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن بذریعہ طیارہ انبالہ روانہ ہوگئے وہاں سے آپ کشمیر جا رہے ہیں۔

گاندھی جی مسٹر جناح اور عبد الغفار خاں کے درمیان ملاقات

نئی دہلی ۱۷ جون۔ آج ساڑھے چار بجے شام وائسرائے محل میں مسٹر محمد علی جناح۔ گاندھی جی اور خان عبد الغفار خاں کے درمیان ملاقات ہوئی - چونکہ وائسرائے ہند کشمیر روانہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ ان کے ذاتی مشیر لارڈ اسمے نے اس کانفرنس میں حصہ لیا۔ معلوم ہوا ہے کہ کل وائسرائے سے ملاقات کے دوران میں گاندھی جی نے سرحد کے ریفرنڈم کے متعلق چند تجاویز پیش کی تھیں۔ آج ان تجاویز پر غور کیا گیا - ملاقات نصف گھنٹہ تک جاری رہی گاندھی جی نے آج پنڈت نہرو۔ سردار پٹیل۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد اور مسٹر دجے لکشمی سے بھی ملاقات کی۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی علالت

قریباً چار سال کا عرصہ ہوا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر ضربت الشمس کا حملہ ہوا تھا۔ ان دنوں دینی امور کے انہماک کی وجہ سے آپ کو آرام کا بہت کم موقعہ ملا۔ جس سے بیماری کلیۃً رفع نہ ہوئی - اور مسلسل نقاہت ہوتی چلی گئی اب بھی کبھی کبھی بیماری کا حملہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً گرمیوں میں تو شدت اختیار کر جاتی ہے چنانچہ آجکل بھی کثرت کار اور گرمی کی شدت کی وجہ سے تکلیف بڑھ گئی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت ممدوح کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں!

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا تھا کہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی پہلی جلد معہ دیباچہ (قریباً تین سو صفحات) اور پہلے دس پاروں پر مشتمل ہوگی انشاء اللہ جلد طبع ہو جائے گی - سر دست دو ہزار جلدیں شائع ہوں گی - جن میں سے ایک ہزار جلدیں مستشرقین اور دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں کو بھیجی جائیں گی - جس کی قیمت مخلصین جماعت ادا کریں گے - خود سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ایک سو جلدوں کی قیمت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ابھی اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے مخلصین جماعت کے لئے موقعہ ہے - احباب جلد از جلد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے وعدے بھجوا دیں۔ ہدیہ فی جلد ۱۵ روپے ہے۔ (وکیل التبشیر)